ادارۂ الحق

دار العلوم حقانیہ میں حکیم الاسلام قاری محمد طیب مدظلہ مہتمم دار العلوم دیوبند کی تشریف آوری

خطاب اور تاثرات

۱۸ جنوری کو مدینہ طیبہ سے ایک خطوط کے ذریعہ معلوم ہوا کہ حضرت حکیم الاسلام مولانا قاری محمد طیب قاسمی مدظلہ مہتمم دار العلوم دیوبند ۲۲ جنوری کو براستہ کراچی سعودی عرب سے ہندوستان جا رہے ہیں۔ اور یہ کہ پاکستان میں مختصر قیام کی اجازت کے لئے پاکستانی سفارتخانہ سے رابطہ قائم کیا گیا ہے۔ کچھ امیدیں تو قائم ہو گئیں مگر بظاہر ایسے حالات میں کہ نہ سفارتی تعلقات قائم ہوں نہ آمد و رفت کا سلسلہ شروع ہو چکا ہو۔ حضرت حکیم الاسلام مدظلہ جیسی معروف و مشہور شخصیت کو پاکستان آنے کی اجازت دونوں حکومتوں سے کیسے مل سکے گی؟ مگر قدرت نے غیبی انتظام فرمایا اور چند اہل درد دین اور علم کی محبت سے سرشار افسران کے تعاون سے یہ سارا مسئلہ آسانی سے حل ہو گیا۔ اور حضرت مدظلہ نے کئی سال کے طویل وقفہ کے بعد سرزمین پاکستان میں قدم رنجہ فرمایا۔ ہزاروں لاکھوں معتقدین اور محبین کے لئے یہ خبر واقعی ایک خوشگوار حیرت سے کم نہ تھی۔ ؟ کہ فاصلوں کے فصیل، ضابطوں اور رکاوٹوں کی سرحدات ان سب کو پھلانگ کر حضرت کی آمد کیسے ممکن ہو گئی۔ اللہ تعالیٰ جب چاہے تو دلوں کی دنیا کی طرح جسمانی اور مادی رکاوٹیں بھی یکایک دور فرما دیتا ہے۔

حضرت حکیم الاسلام مدظلہ کراچی میں اعزہ و احباب سے مل کر لاہور تشریف لائے۔ دو ایک دن قیام تھا۔ مگر یہ کب ہو سکتا تھا کہ اتنی قریب آئی ہوئی نعمت سے دار العلوم حقانیہ کے در و دیوار مشرف نہ ہوں۔ جب کہ آج تک بمشکل ایسا ہوا کہ حضرت مدظلہ پاکستان آئے ہوں۔ اور دار العلوم حقانیہ قدم رنجہ نہ فرمایا ہو۔ خود حضرت مدظلہ کا ارشاد تھا کہ میں تو اکوڑہ خٹک کا تصور لیکر ہی وہاں سے

چلتا ہوں - مگر وقت کی کمی ادھر ویزا کی مشکلات اور حضرت مدظلہ کی علالت اور ضعف، یہ سب خدشات تھے۔ حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق صاحب مدظلہ بغرض ملاقات لاہور تشریف لے گئے، اکوڑہ خٹک کا ویزا بھی اللہ تعالیٰ نے آسان کر دیا۔ ادھر حضرت کی پاکستان تشریف آوری ہی سے دارالعلوم حقانیہ میں حضرت کی آمد آمد کا غلغلہ تھا۔ پورا دارالعلوم سراپا شوق اور مشتاقِ دید بنا ہوا تھا کہ اچانک حضرت مدظلہ کے دارالعلوم آنے کا پروگرام طے ہوگیا۔ وقت کی کمی کی وجہ سے بر وقت لوگوں کو اطلاع نہ دی جاسکی۔ صرف اخباری اطلاع دی گئی۔ اتوار ۲۰ محرم الحرام ۱۳۹۵ھ مطابق ۲ر فروری ۱۹۷۵ء شام کو لاہور سے چلکر حضرت حکیم الاسلام مدظلہ سات بجے شام پشاور ایر پورٹ پہنچے کئی احباب ساتھ تھے، ہوائی اڈہ پر حضرت شیخ الحدیث مدظلہ کے علاوہ سرحد اور پشاور کے بیشمار علماء، شرفاء اور معتقدین چشم براہ تھے۔ پشاور کے مقامی مدارس جامعہ اشرفیہ اور دارالعلوم سرحد کے حضرات کی خواہش تھی کہ اکوڑہ خٹک روانگی سے قبل تھوڑی دیر کیلئے حضرت ان کے ہاں بھی جلوہ افروز ہوں۔ لہٰذا حضرت قاری صاحب مدظلہ ہوائی اڈہ سے کچھ دیر کے لئے دارالعلوم سرحد تشریف لے گئے طلباء اور اساتذہ کا جم غفیر چشم براہ تھا۔ سپاسنامہ پیش ہوا۔ اور حضرت نے دعا فرمائی وہاں سے حضرت شیخ الحدیث صاحب مدظلہ کے ساتھ جامع اشرفیہ عیدگاہ روڈ تشریف لائے۔ رات کا کھانا تناول فرمایا۔ استقبالیہ تقریب میں مولانا محمد یوسف قریشی اور مولانا اشرف علی قریشی نے خیر مقدم کے کلمات کہے اور پھر حضرت قاری صاحب نے علم کی فضیلت پر نہایت حکیمانہ تقریر فرمائی پشاور سے چل کر رات ساڑھے دس بجے دارالعلوم حقانیہ میں جلوہ افروز ہوئے سخت سردی اور رات کا اندھیرا چھا جانے کے باوجود بھی دارالعلوم سے باہر علماء، اساتذہ، طلباء اور شہر و بیرون شہر سے آئے ہوئے دیندار مسلمانوں کی ایک بڑی جماعت چشم براہ تھی۔ نہایت والہانہ استقبال ہوا۔ دارالعلوم کے در و دیوار حضرت نانوتویؒ اکابر دیوبند اور حضرت حکیم الاسلام زندہ باد کے نعروں سے گونج اٹھے۔

۲۱ر محرم ۱۳۹۵ھ دوسرے دن صبح نو بجے تک حضرت مدظلہ کا قیام دارالعلوم ہی میں رہا۔ صبح دفتر اہتمام میں معززین کے ساتھ چائے میں شرکت فرمائی۔ اس دوران مولانا سمیع الحق کے صاحبزادگان حامد الحق اور راشد الحق کی رسم بسم اللہ بھی فرمائی۔ دارالعلوم کا معائنہ فرمایا۔ اور حسب سابق دارالعلوم کی ترقیات پر نہایت خوشی اور مسرتوں کا اظہار فرماتے رہے۔ علماء، صالحین اور طلبہ و متعلقین سے ملاقات فرمائی، صبح واپسی سے قبل دارالعلوم کی طرف سے استقبالیہ تقریب میں شمولیت فرمانے

کے لئے آپ جامع مسجد دارالعلوم میں تشریف لے گئے۔ نہ صرف ہال کھچا کھچ بھرا ہوا تھا۔ بلکہ باہر بھی اہل علم اور دور دراز سے پہنچنے والے عشاق دیوبند کا ہجوم تھا۔ تلاوت کلام پاک کے بعد جمعیۃ الطلبہ دارالعلوم حقانیہ کیطرف سے متعلم دارالعلوم مولوی فضل الرحمان ابن حضرت مولانا مفتی محمود مدظلہ نے عقیدت و محبت سے بھرپور سپاسنامہ پیش کیا اس کے بعد حضرت قاری صاحب مدظلہ نے وقت کی کمی اور بہت جلد واپسی کی وجہ سے مختصراً رسمی خطاب فرمایا اور اختصار پر افسوس کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا کہ انشاءاللہ پھر کبھی اس کی تلافی کی جائے گی خطاب فرمانے کے بعد آپ نے طلبہ دورۂ حدیث شریف کی خواہش پر شمائل ترمذی شریف شروع کرایا اور دعا کے بعد نو بجے حضرت مدظلہ کو طلبہ اساتذہ اور مشتاقان دید نے دھڑکتے دلوں کے ساتھ الوداع کہا۔ حضرت شیخ الحدیث مدظلہ اور ایڈیٹر ماہنامہ الحق مولانا سمیع الحق صاحب بھی راولپنڈی تک ساتھ رہے اور اسی دن رات ساڑھے آٹھ بجے بذریعہ طیارہ حضرت مدظلہ راولپنڈی سے عازم کراچی ہوئے۔ دوران قیام حضرت مدظلہ کے علم و حکمت سے لبریز بعض مجالس کی گفتگو بھی ریکارڈ کرلی گئی ہے جو قارئین الحق کی خدمت میں پیش کی جائے گی۔

حضرت حکیم الاسلام کی تقریر کا متن حسب ذیل ہے۔

علامہ قاری محمد طیب مدظلہ کا خطاب

الحمد للہ وکفیٰ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ۔

بزرگان محترم اور برادران عزیز، طلبہ کرام، وقت بہت کم ہے، تھوڑی دیر بعد روانہ ہونا ہے میرا مقصد پاکستان کی حاضری سے صرف آپ بزرگوں کی زیارت اور آپ حضرات سے ملاقات تھی سات آٹھ برس پہلے حاضری پاکستان میں ہوئی تھی اور اس وقت دارالعلوم حقانیہ میں بھی حاضری کی سعادت ملی تھی۔ تو بے اختیار دل چاہ رہا تھا کہ کوئی صورت پیدا ہو کہ میں حاضر ہوں۔ اور آپ حضرات کی زیارتیں ہو جائیں ——— اسباب کے درجے میں کوئی صورت نہیں تھی، ویزا بھی پاس نہ تھا۔ بمبئی کے قصد سے میں چلا تھا، سعودی جہاز سے لیکن کراچی کے ائرپورٹ پر بعض عزیز اور بعض دوست پہنچے اور اترنے پر اصرار کیا تو میں نے کہا کہ میرے پاس نہ ویزا ہے نہ پاسپورٹ، تو کیسے اترنا ہو۔ تو کہا کہ بس ہمیں ہی ویزا سمجھ لیں ہم حاضر ہیں ——— تو بہرحال اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا کہ چند دن یہاں مل گئے اور یہاں حاضری کی سعادت ہوئی ——— میرا مقصد نہ جلسہ ہے نہ تقریر نہ وعظ، وہ تو یہاں کے بزرگ بالکل کافی ہیں۔ آپ حضرات کے لئے وعظ کرنے کے لئے تلقین کرنے کے لئے، اور بالخصوص ہمارے محترم

بزرگ حضرت مولانا عبدالحق صاحب حق تعالیٰ ان کی عمر دراز فرمائے اور ان کے فیضان میں برکت ہو وہ کافی ہیں اور وافی ہیں۔ آپ حضرات کی نصیحت کے لئے اور وعظ کے لئے مولانا کو حق تعالیٰ نے جو فضل وکمال دیا ہے وہ تو ظاہر ہے۔ اور علم وفضل ہر حیثیت سے بڑے ہیں۔ میں یہ سمجھ رہا تھا کہ میں ہر حیثیت سے ان سے چھوٹا ہوں۔ تو عمر میں بھی شاید چھوٹا ہوں۔ مگر ابھی معلوم ہوا کہ مولانا کی عمر زیادہ نہیں۔ تو ایک فضیلت تو مجھے حاصل ہے۔ کہ میں کم سے کم عمر میں تو زیادہ ہوں، اگر علم وفضل میں زیادہ نہیں۔ تو بہرحال ان کی زیارت سے مشرف ہوا۔ اور آپ حضرات کے لئے جذبات محبت وخلوص جو پہلے بھی دل میں تھے اور زیادہ بڑھ گئے۔

مصافحہ کے لئے لوگ بہت دوڑتے ہیں۔ اور اس میں شک نہیں کہ مصافحہ برکت کی چیز ہے۔ بڑی نعمت ہے، حدیث میں ارشاد فرمایا گیا کہ دو مسلمان جب بڑھتے ہیں مصافحہ کے لئے اور ان کے چہروں پر مسکراہٹ ہوتی ہے محبت وخلوص کی تو ہاتھ ملنے نہیں پاتے کہ پچھلے گناہ بخشدئے جاتے ہیں۔ تو بہت بڑی فضیلت ہے۔ مگر ہر فضیلت کے کچھ آداب بھی ہوتے ہیں اگر اس فضیلت کو حاصل کرنے کے لئے دوسروں کو اذیت پہنچے تو ایذاء رسانی کا گناہ اتنا بڑھ جاتا ہے کہ اس کا اجر اتنا نہیں ہوتا۔ تو دھکم دھکا کر کے مصافحے کرنا یہ اذیت ہے، اور ایذاء رسانی۔ اس سے بچنے کی ضرورت ہے۔ اس لئے میں نے آپ سے عرض کیا۔ اور واپسی میں ہے عجلت اور مصافحہ میں دیر لگے گی اس واسطے میں معافی چاہتا ہوں۔ ہمارے دل ملے ہوئے ہیں۔ اور دلوں کا ملاپ بالکل کافی ہے۔ برکت ہوگئی ــــــ۔

ایک عالم کا چہرہ دیکھنا بھی عبادت میں داخل ہے۔ تو یہاں اتنے علماء اتنے صلحاء اتنے طلبہ سینکڑوں کی تعداد میں جمع ہوں۔ تو ان کا چہرہ دیکھنا بھی ہمارے لئے عبادت کے درجے میں ہے۔ اسکی برکت اور فضیلت بہت ہے تو جاتے وقت مصافحہ کی تکلیف نہ فرمائی جائے۔ علاوہ وقت کی تنگی کے میں بہت زیادہ ضعیف بھی ہوں اور علیل بھی۔ تو آپ میں سے ہر ایک کو تو ایک دفعہ ہاتھ ملانا ہوگا۔ اور مجھے سینکڑوں دفعہ تو میرے ہاتھ میں اتنی طاقت نہیں کہ پانچ سو دفعہ ہاتھ ملانا پڑے۔ تو بہرحال یہ حق تعالیٰ کا فضل ہے کہ زیارت نصیب ہوگئی آپ حضرات کی۔ اور اجتماع بھی ہوگیا۔ اجتماع خود ایک باعث برکت چیز ہے۔ اسلام میں۔ بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ چالیس مسلمان اگر ایک جگہ جمع ہوں تو ان میں سے ایک نہ ایک مقبول عنداللہ ضرور ہوتا ہے۔ تو جب سینکڑوں کی تعداد میں جمع ہوں تو کتنے مقبولین ہوں گے۔ اور ان کا ملنا

دیکھنا یہ ذریعہ نجات ہے۔ بہرحال اللہ تعالیٰ نے یہ سعادت میسّر فرمادی اس کا شکر ہے۔ اس کا فضل ہے احسان ہے اور باعث سعادت ہے۔ حق تعالیٰ راستے کھولدے تاکہ بار بار یہاں آنے کی نوبت آئے چار سال پہلے تقریباً کوئی سال ایسا نہیں گذرتا تھا کہ میں پاکستان حاضر نہ ہوں۔ مگر یہ بیچ میں پیدا ہوگئی رکاوٹ اب اسباب ایسے پیدا ہوگئے ہیں کہ کچھ تو قع ہوئی ہے کہ راستے کھل جائیں گے۔ اور کچھ میل ملاپ بھی قائم ہوگا۔ تو آمدورفت میں بھی سہولت ہوگی۔ یہ وقت بہت کم ملا۔ مگر اللہ تعالیٰ راستے کھولدے۔ تو اسکی تلافی انشاء اللہ بعد میں ہوگی۔ اب چند گھنٹے قیام ہے۔ اس وقت ممکن ہے کہ ایک دو دن قیام ہو اور مل کر بیٹھیں بات چیت کریں۔ تو یہ آئندہ انشاء اللہ ہو جائے گا ـــــ اس وقت تو صرف شکریہ عرض کرنا ہے۔

آپ حضرات نے سپاسنامہ اور تحریراً دعا نامہ پیش فرمایا یہ میرے لئے انشاء اللہ ذریعہ نجات اور ذریعہ سعادت ہے۔ مگر تعارف کرانے میں مبالغہ سے کام لیا گیا۔ اور یہ ایک طبعی بات ہے۔ کہ جب مہمان آتا ہے۔ تو اس کا تعریفی کلمات سے تعارف ہو۔ مگر ہے وہ مبالغہ۔ میرا تعارف صرف اتنا ہے کہ میں دارالعلوم دیوبند کا ایک ادنیٰ سا طالب علم ہوں وہاں کے علماء کی جوتیاں سیدھی کرنا بس یہ میرا کام ہے اس سے زیادہ کوئی تعارف نہیں البتہ ایک نسبت ہے وہ بڑی چیز ہے۔ میں خود حقیر سہی مگر وہ نسبت بڑی اونچی ہے ؎

گرچہ خوردیم نسبتےست بزرگ ذرہ آفتاب تابانیم

حضرت نانوتویؒ کی نسبت وہ نسبت بیشک بڑی ہے گو اس کا ہم لوگ حق ادا نہیں کرسکے مگر نسبت تو بہرحال نسبت ہی ہے۔ تو تعارف میرا یہی ہے۔ کہ میں دارالعلوم دیوبند کے علماء کا ایک خادم دارالعلوم کا ایک طالب العلم اور حضرت نانوتویؒ سے نسبی نسبت، تو اسی وجہ سے لوگ لحاظ پاس رکھ لیتے ہیں۔ مگر اپنے اندر نہ کوئی لیاقت ہے نہ قابلیت ہے۔ تو بس سیدھا سادھا تعارف یہی ہے۔ اور آپ نے جو تعارف کیا اس میں آپ حضرات نے اپنے حوصلے کی بلندیوں کا اظہار فرمایا ہے۔ میرا کوئی وصف ظاہر نہیں کیا، جتنے بھی آپ نے کلمات کہے وہ آپ لوگوں کے ظرف کی وسعت، عالی حوصلگی اور خورد نوازی ہے ـــــ تو آپ نے اپنی شان بیان کی اس میں میرا کوئی وصف نہیں۔ تو قاعدے سے اس وقت میں یہ ضروری بھی نہیں سمجھتا کہ شکریہ ادا کروں میرے متعلق کچھ باتیں فرماتے تو میں شکریہ ادا کرتا۔ آپ نے اپنی بلندی اور رفعت ظاہر فرمادی تو اس کا اعتراف کروں گا۔ اور شکریہ ادا کرنے کا کوئی موقعہ نہیں۔ حق تعالیٰ آپ کے اس حسن ظن کو قائم رکھے

اور اسے ذریعہ نجات بنا دے۔ اللھم ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم ——
کچھ چیزیں میں عرض کرتا مگر وقت نہیں، انشاء اللہ دوبارہ حاضری ہوگئی تو اس وقت بیان ہوگا۔ اللہ تعالیٰ دنیا و آخرت ہماری دونوں درست فرما دے۔ اللہ سب کو حسنِ خاتمہ کی دولت عطا فرمائے —— اور اللہ تعالیٰ سب حاضرین کو جنت میں جمع فرمائے وہاں ایک دوسرے سے خلوص اور محبت کا اظہار ہو ہی جائے گا ——۔ و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

دار العلوم حقانیہ، علامہ قاری محمد طیب قاسمی مدظلہ کی نظروں میں

حسب سابق اس دفعہ بھی دورانِ قیام دار العلوم حقانیہ میں حضرت حکیم الاسلام مدظلہ نے مختصراً کتاب الآراء میں اپنے تاثرات اور دعائیہ کلمات تحریر فرمائے۔ یہاں نہ صرف حالیہ تاثرات بلکہ دو مرتبہ آمد کے تاثرات بھی پیش کرنا چاہتے ہیں تاکہ حضرت مدظلہ کے تاثرات اور دعوات طیبہ یکجا محفوظ ہو سکیں۔

۲۰ محرم ۱۳۹۵ھ | نحمدہ ونصلی۔ آج بتاریخ ۲۰ محرم الحرام ۱۳۹۵ھ دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک میں حاضری کی سعادت میسر ہوئی۔ اس علاقہ میں یہ دار العلوم روشنی کا ایک مینارہ ہے، جس سے چہار طرف علوم نبوت کی روشنی پھیل رہی ہے۔ اسی روشنی کا مخزن حقیقت یہ ہے کہ حضرت مولانا عبد الحق صاحب دام ظلہ کی ذاتِ گرامی اور ان کی ذریت طیبہ ہے۔ یہ نسبت اس دار العلوم کی عظمت کے لئے کافی ہے۔ آج سے تقریباً سات سال قبل بھی یہاں حاضری ہو چکی ہے۔ اس مختصر سی مدت میں دار العلوم نے جو نمایاں ترقیات کی ہیں وہ سب کی آنکھوں کے سامنے ہیں۔ دار العلوم بحمد اللہ متدین ہاتھوں میں ہے۔ اور مسلمانوں کی پاک کمائی اپنے صحیح مصرف میں صرف ہو رہی ہے۔ حق تعالیٰ اس دینی ادارہ کو یوماً فیوماً ترقیات ظاہری و باطنی عطا فرمائے۔ اور اس کے ذریعہ اس علاقہ میں دینی فضاء پیدا فرمائے۔

ایں دعا از من و از جملہ جہاں آمین باد

محمد طیب غفرلہٗ مہتمم دار العلوم دیوبند

۲۰ محرم الحرام ۱۳۹۵ھ

۲۰ رجب ۱۳۸۸ھ | آج بتاریخ ۲۰ رجب ۱۳۸۸ھ احقر دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک میں حاضر ہُوا۔ دارالعلوم حقانیہ کی عظیم الشان عمارت آنکھوں کے سامنے ہے۔ اور اس عمارت کی روح تعلیم و تربیت اور دینی معاشرہ دل کے سامنے ہے۔ میں یہ عرض کرنے میں حق بجانب ہوں گا کہ دین و دیانت اور علم و فراست میں دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک دیوبند ثانی ہے۔ اس دارالعلوم کے بادیانت نظم کی روح حضرت مولانا عبدالحق صاحب دام ظلہ کی ذات ستودہ صفات ہے۔ ان کا دیکھ لینا حقانیہ کی حقانیت کو دیکھ لینا ہے۔ الحمد للہ ثم الحمد للہ کہ سلف صالحین کا علمی ترکہ یہاں پوری طرح سے محفوظ ہے۔ یہ اس علاقہ کی خوش قسمتی ہے کہ اس میں مولانا جیسی شخصیت اور حقانیہ جیسی درسگاہ موجود ہے۔ طلبہ کا بحمد للہ رجوع عام ہے۔ اور سب پر دین کے اثرات اور خشیت اللہ کا رنگ نمایاں طریق پر محسوس ہوتا ہے۔ دعا ہے کہ حق تعالیٰ اس درسگاہ کو قائم و دائم رکھے۔ اسے علم کا روشن مینارہ بنائے رکھے۔

ایں دعا از من و از جملہ جہاں آمین باد۔

محمد طیب مہتمم دارالعلوم دیوبند
نزیل حال۔ اکوڑہ خٹک۔ ۲۰ رجب ۸۸ھ

حضرت مولانا محمد طیب صاحب چونکہ ہمارے سردار ہیں اس لئے اپنی سعادت سمجھتا ہوں کہ اپنے طرف سے کچھ عرض نہ کروں، صرف حضرت مولانا مذکور الصدر کی دعاؤں پر آمین کہوں۔ والسلام۔ بندہ محمد عزیز عفی عنہ
(اسیر مالٹا حضرت مولانا عزیر گل مدظلہ)

۶ ربیع الثانی ۱۳۷۸ھ | نحمدہ و نصلی۔ آج بتاریخ ۶ ربیع الثانی ۱۳۷۸ھ۔ احقر حسب دعوت حضرت مولانا عبدالحق صاحب بانی دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک حاضر ہوا۔ اور دارالعلوم ہی میں قیام کیا۔ آٹھ سال کے بعد اس سرچشمۂ علم میں حاضری کا یہ دوسرا موقعہ ہے۔ ۱۹۵۰ء میں احقر اس وقت حاضر ہوا تھا۔ جبکہ اس مدرسہ کے لئے نہ کوئی مستقل جگہ تھی، نہ مکان، ایک مسجد میں غریبانہ انداز سے اساتذہ و تلامذہ نے کار تعلیم شروع کر دیا تھا۔ لیکن آٹھ سال کے بعد آج دارالعلوم کو اس شان سے دیکھا کہ اس کے پاس شاندار عمارت بھی ہے

وسیع میدان بھی ہاتھ میں ہے۔ اس کے وسیع نظم و نسق کیلئے مختلف انتظامی شعبہ جات بھی ہیں۔ شعبۂ تعمیر مستقل حیثیت میں اپنا کام بھی کر رہا ہے۔ اور تعمیرات بھی روز افزوں ترقی پر ہیں۔ طلبہ کی کثرت ہے، اساتذہ ماہرین فنون کافی تعداد میں جمع ہیں۔ ۲۶ طلبہ فارغ التحصیل کی دستار بندی بھی ہوئی جن میں مختلف پاکستانی علاقوں کے علاوہ کابل و قندھار کے طلبہ بھی ہیں۔ ایک عظیم الشان مسجد کی بنیاد بھی رکھی جا رہی ہے۔ خلق اللہ کا رجوع ہے۔ اعتماد ہے اور وہ پورے بھروسہ کے ساتھ پروانہ وار اس شمع علم کے ارد گرد فدائیت و عقیدت کیساتھ ہجوم کر کر کے آرہے ہیں۔ حتیٰ کہ مدرسہ کے جلسے نے ایک عظیم الشان علمی جشن کی صورت اختیار کر لی ہے۔ اور بلا تامل کہا جا سکتا ہے۔ کہ آج اسے صوبہ سرحد کی سب سے بڑی اور مرکزی درسگاہ ہونے کا فخر حاصل ہے۔ سات سال کی مختصر مدت میں یہ ظاہری و باطنی ترقیات بجز اس کے کہ کارکنوں کے اخلاص و للہیت کا ثمرہ کہا جائے اور کیا کہا جا سکتا ہے۔ ان مخلصین میں راس المخلصین حضرت مولانا عبدالحق صاحب اکوڑوی ہیں۔ جن کے ایثار و اخلاص کو میں اس وقت سے جانتا ہوں جب سے کہ وہ دارالعلوم دیوبند کے طالب علم اور اس کے بعد ایک کافی عرصہ تک دارالعلوم دیوبند کے ایک ماہر فن استاد کی حیثیت سے دارالعلوم دیوبند میں مقیم تھے۔ تقسیم ملک کے بعد بہ مجبوری اکوڑہ میں مقیم ہوئے اور دارالعلوم دیوبند آج تک ان کی جدائی پر نالاں ہے۔ ان کی سادہ بے لوث اور مخلصانہ طبیعت اور خدمت نے ہی اس سات سال کی قلیل مدت میں اس مکتب کو مدرسہ اور مدرسہ سے دارالعلوم بنا دیا ہے۔ اس دارالعلوم کے احاطہ میں پہنچ کر احاطۂ دارالعلوم دیوبند کا شبہ ہونے لگتا ہے۔ اور بالآخر یہ شبہ یقین سے بدل جاتا ہے۔ جب یہ دیکھا جاتا ہے کہ حقیقتاً اس نے اپنی صورت و سیرت میں دارالعلوم دیوبند کی صورت و سیرت کو سمو لیا ہے۔ اور وہ دارالعلوم دیوبند ہی بن گیا ہے۔

دعا ہے کہ حق تعالیٰ اس سرچشمۂ فیض اور اس کے بانی کو اپنے فضل و کرم کے سایہ میں تا دیر قائم رکھے اور مسلمانان پاکستان کے لئے یہ مدرسہ نور ہدایت اور مینارۂ روشنی ثابت ہو۔ ایں دعا از من و از جملہ جہاں آمین باد